QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

تعارف مفسر النکت والعیون اور تفسیری منہج کا اسلوب

"INTRODUCTION TO THE AUTHOR OF AL-NUKAT WA AL-'UYŪN AND HIS METHODOLOGICAL APPROACH TO QUR'ANIC EXEGESIS"

Abdul Rehman Abdul Ghaffar
M.Phil. Scholar,Department of Islamic Studies The Superior University Lahore, Pakistan
Email: Abdullrehmanbhai5@gmail.com
Dr Hafiz M Ahsan Raza
Assistant Professor,Department of Islamic Studies The Superior University Lahore, Pakistan
Email: ahsanraza6281@gmail.com
Dr Wajid Ali
Assistant Professor,Department of Islamic Studies The Superior University Lahore, Pakistan
Email: wajidasadi@gmail.com

Abstract

The fourth and fifth centuries of the Hijri era occupy a distinguished position in the history of Qur'anic exegesis (Tafsīr) and the sciences of the Qur'an (ʿUlūm al-Qurʾān). During this period, various branches of Islamic scholarship reached intellectual maturity, resulting in the compilation of numerous comprehensive and authoritative works of exegesis. Among the most eminent scholars of this era was Imam Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Muḥammad ibn Ḥabīb al-Māwardī al-Baṣrī al-Shāfiʿī (may Allah have mercy on him), who excelled in jurisprudence, ḥadīth, Qur'anic exegesis, Arabic literature, political thought, and philosophy. Owing to his exceptional scholarship and integrity, he also served as the Chief Judge (Qāḍī al-Quḍāt) of his time.Among Imam al-Māwardī's enduring scholarly contributions, his Qur'anic commentary Al-Nukat wa al-ʿUyūn occupies a distinguished place. This work is primarily based on the methodology of Tafsīr bi al-Maʾthūr (traditional exegesis), in which the author systematically compiles and presents the interpretations transmitted from the early generations of Muslim scholars (Salaf) as well as later authorities (Khalaf). The commentary pays particular attention to the occasions of revelation (Asbāb al-Nuzūl), lexical analysis of Qur'anic vocabulary, variant Qur'anic readings (Qirāʾāt), juristic rulings derived from the Qur'an, and the explanation of ambiguous verses (Mutashābihāt). Rather than confining his discussion to a single juristic or theological school, Imam al-Māwardī impartially records the opinions of the Companions, the Successors, the Followers of the Successors, and subsequent exegetes, making his commentary an important and widely respected reference in the field of Qur'anic studies.

This article presents a concise account of Imam al-Māwardī's life, his teachers, students, scholarly contributions, and literary works. It further introduces his celebrated commentary Al-Nukat wa al-ʿUyūn, examines the origin of its title, reviews the major academic studies conducted on the work, and provides a detailed analysis of his exegetical methodology and style. Particular emphasis is placed on his principal sources of interpretation, including ḥadīth and transmitted reports (Āthār), Qur'anic readings (Qirāʾāt), Arabic language, grammar and poetry, history and biography, and Islamic jurisprudence (Fiqh). The study aims to highlight the scholarly significance and lasting contribution of this remarkable exegetical work within the Islamic intellectual tradition.

Keywords: Imam al-Māwardī, Al-Nukat wa al-ʿUyūn, Qur'anic Exegesis (Tafsīr), ʿUlūm al-Qurʾān, Exegetical Methodology, Exegetical Style, Tafsīr bi al-Maʾthūr, Sources of Tafsīr

تفسیر وعلومِ قرآن کی تاریخ میں چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کا دور خاص اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اسی دور میں علم وفن کی مختلف شاخوں نے پختگی حاصل کی اور کئی جامع ومستند تفاسیر منظرِ عام پر آئیں۔ انہی علماء میں ایک نمایاں نام امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری الشافعی رحمہ اللہ کا ہے، جو فقہ، حدیث، تفسیر، ادب، سیاست اور فلسفہ جیسے متعدد علوم میں یکساں مہارت رکھتے تھے اور اپنے دور میں "قاضی القضاء" کے معزز منصب پر بھی فائز رہے۔ امام ماوردی رحمہ اللہ کی علمی خدمات میں ان کی تفسیر، جو "النکت والعیون" کے نام سے مشہور ہوئی، ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ یہ تفسیر بنیادی طور پر تفسیر بالماثور کے انداز میں لکھی گئی ہے، جس میں مصنف نے سلف وخلف کے اقوال کو نہایت حسنِ ترتیب کے ساتھ جمع کیا، آیات کے شانِ نزول، الفاظ کی لغوی تشریح، مختلف قراءات، فقہی احکام اور تشابہات کی

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

توضیح پر خصوصی توجہ دی۔ امام صاحب نے اپنی تفسیر کو محض ایک مسلک یا فکر تک محدود نہیں رکھا، بلکہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اور بعد کے مفسرین کے اقوال کو غیر جانبدارانہ انداز میں نقل کیا، جس کی وجہ سے یہ تفسیر "مرجع الخلائق" کی حیثیت اختیار کر گئی۔

امام الماوردی رحمہ اللہ

ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی رحمہ اللہ اسلامی تاریخ کے ان ممتاز علماء میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے فقہ، تفسیر، قضا، سیاستِ شرعیہ اور اسلامی نظمِ حکومت کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ کا پورا نام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری الشافعی ہے۔ "الماوردی" کی نسبت گلاب کے پانی (ماءالورد) کی تجارت کرنے والے خاندان کی طرف ہے۔ آپ کی ولادت چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں بصرہ میں ہوئی، جو اس دور میں علم و ادب کا ایک اہم مرکز تھا۔ بعد ازاں آپ نے بغداد میں قیام کیا، جہاں تدریس، قضا اور تصنیف کے ذریعے غیر معمولی علمی مقام حاصل کیا۔ امام الماوردی فقہِ شافعی کے جلیل القدر فقیہ، محدث، مفسر اور ماہرِ اصول تھے۔ انہیں خلافتِ عباسیہ کے دور میں قاضی اور سفارتی ذمہ داریاں بھی سونپی گئیں، جنہیں انہوں نے نہایت دیانت، حکمت اور بصیرت سے انجام دیا۔ عملی سیاسی تجربے نے ان کی علمی تصانیف کو مزید وقعت بخشی، خصوصاً اسلامی ریاست، حکومت، عدلیہ اور عوامی نظم سے متعلق ان کے افکار آج بھی اسلامی سیاسی فکر میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپ کی مشہور تصانیف میں الأحكام السلطانية، أدب الدنيا والدين، الحاوي الكبير اور النكت والعيون شامل ہیں۔ ان کتابوں میں فقہی مسائل، اخلاقی تعلیمات، ریاستی نظم، عدالتی اصول اور قرآنی تفسیر کو نہایت جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ بالخصوص الأحكام السلطانية اسلامی سیاسیات کے موضوع پر ایک مستند اور بنیادی ماخذ سمجھی جاتی ہے، جس سے بعد کے متعدد علماء نے استفادہ کیا۔ امام الماوردی رحمہ اللہ نے علم کو محض نظری مباحث تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے معاشرتی اصلاح، عدل کے قیام اور ریاستی استحکام کا ذریعہ بنایا۔ ان کی علمی خدمات نے اسلامی فقہ اور سیاسی فکر کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔ آپ کا اسلوب اعتدال، استدلال اور عملی حکمت کا آئینہ دار ہے، اسی لیے آپ کا شمار اسلام کے عظیم مفکرین اور ائمہ میں کیا جاتا ہے، اور آج بھی آپ کی تصانیف اہلِ علم کے لیے رہنمائی کا اہم سرچشمہ ہیں۔

امام ماوردی کا مکمل نام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری الشافعی ہے۔ "الماوردی" کے نام سے مشہور ہوئے کیونکہ وہ عرق گلاب کا کاروبار کرتے تھے یعنی عطر فروش تھے اور انکے والد صاحب بھی اسی (عرق گلاب) کا کاروبار کرتے تھے۔ امام صاحب کی پیدائش ۳۶۴ ہجری بصرہ میں پیدا ہوئے

حصول علم:

امام صاحب نے ابتدائی تعلیم بصرہ ہی سے حاصل کی اپنے استاد ابو القاسم الصیمری سے، اس وقت وہ بصرہ کے برے علماء میں سے تھے پھر امام ماوردی علیہ الرحمہ نے بغداد کی طرف سفر کیا اور وہاں سے حدیث اور فقہ کا علم امام ابو حامد الأسفرائینی سے حاصل کیا۔ اس کے بعد علم کی تبلیغ کے لیے دوسرے شہروں کی طرف چلے گئے لیکن پھر دوبارہ بغداد میں قرار پکڑا اور کئی سال تک تدریسی کام سرانجام دیتے رہے امام صاحب کی کئی کتب اور بالخصوص امام صاحب کی تفسیر اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ امام صاحب تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ اور سیاست کے عالم تھے۔

امام صاحب کئی شہروں کے قاضی بھی رہے ہیں اور امام صاحب کو "قاضی القضاء" کا لقب بھی ۴۲۹ ہجری میں ملا کئی فقہاء نے امام صاحب کے اس لقب کا انکار بھی کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ یہ لقب مناسب نہیں ہے کسی کے لیے بھی اور کئی مؤرخین کا کہنا ہے کہ امام صاحب کی زندگی میں یہ لقب نہیں تھا لیکن بعد میں انے والے مؤرخین نے اسے شامل کیا ہے۔

اساتذہ:

1. الصیمری: عبد القاسم عبد الواحد بن الحسین البصری (متوفی: ۳۸۶ھ) امام صاحب نے ان سے علوم فقہ کا علم حاصل کیا[1]

[1] یاقوت الحموی، شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی الحموی، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، 1995ء، ج 3، ص 439۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

2. الأسفرائینی: ابو حامد احمد بن محمد احمد الأسفرائینی (متوفی: ۴۰۶ھ)۔ یہ مذہب شافعی کے حافظ اور امام ہیں امام صاحب نے ان سے فقہ کا علم حاصل کیا۔[2]
3. الباقی: عبد اللہ محمد البخاری الشیخ الامام ابو محمد الباقی (متوفی: ۳۸۷ھ) امام صاحب نے ان سے فقہ کا علم حاصل کیا
4. حسن بن علی بن محمد الحیلی۔ امام صاحب نے ان سے حدیث کا علم حاصل کیا
5. جعفر بن محمد الفضل بن عبد اللہ ابو القاسم الدقاق (متوفی: ۳۸۶ھ)

امام صاحب نے ان سے حدیث کا علم حاصل کیا۔[3] اس کے علاوہ بھی امام صاحب کے کئی اساتذہ ہیں۔

تلامذہ:

1. خطیب بغدادی: ابو بکر احمد بن ثابت بن احمد بن مہدی (متوفی: ۴۸۸ھ)[4]
2. ابن خیرون: ابو الفضل احمد بن الحسین المعروف بابن الباقلانی (متوفی: ۴۸۸ھ)[5]
3. عبد الملک بن ابراہیم بن احمد ابو الفضل الھمذانی المعروف بالمقدسی (متوفی ۴۹۴ھ)[6]
4. احمد بن عبد اللہ بن محمد بن احمد بن حمدان المعروف بابن کادش الربعی الموصلی (متوفی: ۴۹۴ھ)[7]
5. محمد بن احمد بن عمرو ابو عمد النہاوندی الحنفی (متوفی: ۴۹۷ھ)

کتب:

1. الاحکام السلطانیہ
2. أدب الوزیر
3. أدب الدین والدنیا
4. أعلام النبوۃ
5. أدب القاضی
6. تسہیل النظر و تعجیل الظفر (مخطوط)
7. نصیحۃ الملوک
8. الأمثال والحکم

[2] تاج الدین عبد الوہاب بن علی السبکی، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، تحقیق: محمود محمد الطناحی، عبد الفتاح محمد الحلو، دار ہجر للطباعۃ والنشر، قاہرہ، 1413ھ/1992ء، ج4، ص61۔

[3] ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد، لسان المیزان، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، بیروت، 1390ھ/1971ء، ج4، ص260۔

[4] شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1419ھ/1998ء، ج3، ص317۔

[5] شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1995ء، ج1، ص92۔

[6] تاج الدین عبد الوہاب بن علی السبکی، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، تحقیق: محمود محمد الطناحی، عبد الفتاح محمد الحلو، دار ہجر للطباعۃ والنشر، قاہرہ، 1413ھ/1992ء، ج5، ص163۔

[7] تاج الدین عبد الوہاب بن علی السبکی، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، تحقیق: محمود محمد الطناحی، عبد الفتاح محمد الحلو، دار ہجر للطباعۃ والنشر، قاہرہ، 1413ھ/1992ء، ج4، ص102۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

9. الحاوی الکبیر
10. النکت والعیون

کیاالماوردی معتزلہ میں ہیں؟

طبقات الشافعیہ للسبکی میں الماوردی علیہ الرحمہ کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ "والصحیح انہ لیس معتزلاً والکنہ یقول بالقدر فقط صحیح بات یہ ہے کہ امام ماوردی معتزلہ نہیں ہیں لیکن قدر کے معاملے میں معتزلہ والا عقیدہ اختیار کیا ہے۔ امام ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام ماوردی پر معتزلہ ہونے کے تہمت ہے اور جنہوں نے جن مسائل کو سامنے رکھ کے یہ تہمت لگائی ہے وہ مسائل کو صحیح سے سمجھ نہیں سکے اور قدر کے معاملے میں اہل بصرہ کے اوپر معتزلہ والا موقف غالب ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں امام ماوردی اکثر امور میں معتزلہ کی مخالفت کرتے ہیں امام صاحب کے نزدیک جنت مخلوق ہے امام صاحب کے نزدیک قران کا نسخ سنت سے نہیں ہو سکتا جیسا کہ شوافعہ کا عقیدہ ہے جبکہ معتزلہ کے نزدیک سنت متواترہ سے قران کا نسخ ہو سکتا ہے اسی طرح امام صاحب کے نزدیک قران مخلوق نہیں ہے۔امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے امام ماوردی کا نام معتزلہ کے ناموں میں نہیں ملا۔[8]

وفات:

آپ منگل کے روز ربیع الاول کے مہینے میں ۸۶ سال کی عمر ۴۵۰ ہجری کو فوت ہوئے اپ کا جنازہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا اور مقبرہ باب حرب میں مدفون ہیں۔[9]

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

امام ماوردی کی تفسیر کا تعارف:

امام ماوردی نے اپنی اس تفسیر کے مقدمے میں اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا جب ہم نے ان کے نام کے بارے تدبر اور تلاش شروع کی تو کہیں پر ان کا نام العیون فی تاویل القران ملا کہیں پر تفسیر علامہ ماوردی ملا اور بعض مصادر میں ان کی تفسیر کا تذکرہ ملتا ہے لیکن انہوں نے نام ذکر نہیں کیا ہے جبکہ بعض نے اسے النکت کا نام دیا ہے۔ ''النکت والعیون کا مطلب ''وہ لطیف اور نفیس مسائل جو دقت نظر سے تفسیر سے اَخذ کئے گے ہیں"

ان کی تفسیر میں یہ بات بھی سامنے اتی ہے کہ اپنی تفسیر میں مختلف فرق اسلامیہ کے اقوال نقل کرتے ہیں اور ان کا حوالہ نہیں دیتے کبھی صحابہ کرام سے کبھی تابعین سے اور کبھی اتباع تابعین سے تفسیری اقوال لیتے ہیں اور اس طرح معتزلہ اور صوفیہ سے بھی اقوال لیتے ہیں اور شاید اس سے ان کا مقصد بہت سارے اقوال کو جمع کرنا ہوتا ہے اس لیے اپ نے اپنی تفسیر کو سلف اور خلف کے اقوال کا جامع بنایا ہوا ہے اور انہوں نے اس تفسیر کو اپنے کسی مخالفت پر رد بھی نہیں کیا ہے اس لیے تو انہوں نے اصحاب المعتزلہ جیسے اصم اور ابن بحر کے اقوال ذکر کیے ہیں۔

تفسیر النکت والعیون حسن ترتیب میں ایک الگ شان رکھتی ہے اس کی ہر ایت کی تفسیر میں بہت سارے اقوال کو اکٹھا کیا گیا ہے اس کی ترتیب وار پہلا قول۔ دوسرا اور تیسرا (الخ) تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور ہر قول کو اس کے قائل کی طرف نسبت کرکے ذکر کرتے ہیں۔

امام ماوردی تفسیری اقوال ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس میں تین یا زیادہ تاویلات ہیں دو یا زیادہ اوجہ ہیں تین یا زیادہ اقوال ہیں پھر اس عبارت میں ایک نئے معنی کا اضافہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں تین یا چار احتمالات ہیں لیکن ان کے تفسیر پر اس وقت اعتماد بڑھ جاتا ہے جب یہ دوسروں کے اقوال نقل کرکے اس کے قائل کو بھی ذکر کرتے ہیں اور اس کی نسبت کسی غیر کی طرف یا اپنی طرف بالکل نہیں کرتے۔

---

8 ولید بن أحمد الزبیر، الموسوعۃ المیسرۃ فی تراجم أئمۃ التفسیر والإقراء والنحو واللغۃ، دار ابن حزم، بیروت، 1424ھ / 2003ء، ج2، ص1663۔

9 خطیب بغدادی، احمد بن علی بن ثابت، تاریخ مدینۃ السلام (تاریخ بغداد)، دار الغرب الإسلامی، بیروت، 1422ھ / 2001ء، ج 13، ص 586۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

تحقیقی کام:

امام ماوردی رحمہ اللہ کی تفسیر پر مختلف ادوار میں مختلف نوعیت سے کام کیا گیا ہے یہ تفسیر عرصہ دراز تک مخطوط کی صورت میں پڑی رہی بعد میں عبد الرحمن الشایع نے جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ سے ۱۴۰۶ ہجری میں ابتدا سے سورۃ المائدہ تک تحقیق کی لیکن تاحال طباعت نہیں ہو سکی تھی اس کے بعد ۱۴۰۲ ہجری میں خضر محمد خضر کی تحقیق اور عبد الستار ابو غدہ کی مراجعہ کے ساتھ یہ تفسیر وزارت اوقاف امور اسلامیہ کویت کی طرف سے چار جلدوں میں طبع ہوئی لیکن اس طبع کو کماحقہ شہرت نہ مل سکی پھر اخری مرتبہ مکتبہ دار لکتب العلمیہ بیروت نے عبد المقصود بن عبد الرحیم کی تحقیق کے ساتھ چھ جلدوں میں 2012 عیسوی کو طبع اور شائع کی جو ہمارے سامنے موجود ہے۔

تفسیر الماوردی کی مختصرات بھی لکھی گئی ہیں جن میں سے ایک عز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کی التفسیر العظیم المسمیٰ تفسیر القران العظیم ہے جسے تفسیر الماوردی کا اختصار قرار دیا گیا ہے۔

امام ماوردی کا تفسیری منہج واسلوب:

تفسیر ماوردی کا شمار قدیم تفاسیر میں ہوتا ہے، انھوں نے قرآن مجید کی تفسیر مصحف کے مطابق کی ہے اور ان آیات کے شان نزول کو بیان کیا ہے جن کا سبب نزول وارد ہوا ہے۔ خاص طور پر ان آیات کا جن کا معنی متشابہات میں ہے۔ اور ان کے بارے میں آپ علیہ السلام سے یا صحابہ کرام سے کچھ روایات مروی ہیں۔ اور ان مفردات کی تشریح اور معنی بیان کیا ہے جن کی تشریح کی ضرورت ہے۔ یا جن کے معنی میں کئی احتمالات ہیں اور مفسرین نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ تو امام ماوردی نے اس کے کئی معانی ذکر کئے ہیں۔ جیسا کہ بعض آیات میں مختلف قراءات، وجوہ اور فقہی احکامات والی آیات ہیں تو ان سب کو ذکر کیا ہیں۔

سب سے پہلے ہم امام ماوردی کے تفسیری مصادر معلوم کریں گے۔ یعنی جن سے تفسیر، قراءت، کتب احادیث و آثار، کتب لغت والنحو والشعر، کتب فقہ اور کتب تاریخ والسیر والاخبار میں اقوال لیتے ہیں اور ان کو بطور استشہاد پیش کرتے ہیں۔ تو اس سے ہمیں امام ماوردی کا تفسیری منہج معلوم ہو جائے گا۔

امام ماوردی کے تفسیری مصادر:

امام ماوردی سلف صحابہ میں ابن عباس، ابی بن کعب اور حذیفہ الیمان رضی اللہ عنہم کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ تابعین میں مجاہد، حسن بصری، قتادہ اور عطاء بن ابی رباح سے اور تبع تابعین میں کلبی، مقاتل بن سلیمان، اور سفیان ثوری وغیر دوسے اقوال نقل کرتے ہیں۔ اور اسکے بعد کے مفسرین سے بھی نقل کرتے ہیں۔ جیسے تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر عبد الرحمن بن ابی حاتم، تفسیر ابی بکر النقاش، تفسیر ابی ذکریا الفراء، تفسیر ابی اسحاق الزجاج، تفسیر یحی بن سلام، ابی مسلم محمد بن بحر الاصفھانی، عبد الرحمن بن کیسان الاصم، اور تفسیر ضحاک سے۔

مصادر احادیث واثار:

اس تفسیر پر تفسیر بالماثور کا رنگ غالب ہے۔ اس لئے تو وہ قرآنی آیات کے تحت احادیث مبارکہ لاتے ہیں، اور بعض صحابہ کرام سے آثار بھی نقل کرتے ہیں۔ جیسے علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس وغیرہ سے اور کبھی کبھار ان پر رد بھی کرتے ہیں جیسے ابن مسعود پر کیا ہے کہ انھوں نے معوذتین کو قرآن کا حصہ ماننے سے انکار کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ تو آپ علیہ السلام کی ایک دعا تھی جس کے ذریعے آپ علیہ السلام اللہ سے پناہ طلب کرتے تھے احادیث اور آثار کے نقل کرنے میں سند اکثر طور پر ذکر نہیں کرتے ہیں بلکہ متن ذکر کرتے ہیں اور یہ باور کراتے ہیں کہ اس کی سند دوسری تفاسیر جیسے ابن جریر، ابن ابی حاتم میں موجود ہے اور اکثر مفسرین کا یہی طریقہ کار ہوتا ہے۔ امام ماوردی اکثر صحیح اور حسن اقوال ذکر کرتے ہیں، اور کبھی کبھار ضعیف اقوال بھی لاتے ہیں۔

مصادر قراءات:

قراءت کے مصادر میں سے کتاب القراءات لابی عبید القاسم بن سلام (۲۲۴ھ)، کتاب القراءات لابی حاتم بجستانی (۲۵۵ھ)، کتاب القراءات لاحمد بن جبیر بن محمد الکوفی (۲۵۸)، کتاب القراءات قاضی اسماعیل بن اسحاق المالکی صاحب قالون (۲۸۲ھ) وغیرہ سے نقل کرتے ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

مصادر لغت ونحو وشعر:

امام ماوردی اپنی تفسیر میں مشہور لغویوں سے الفاظ اور کلمات کی لغوی تشریح نقل کرتے ہیں۔ جیسے امام کسائی، فراء، اخفش، مبرد، سیبویہ، اس طرح مشہور شعراء کے شعروں کو استشہاد میں لاتے ہیں۔ جیسے اصحاب المعلقات کعب بن زہیر، خنساء، نابغہ ذبیانی، ابی طالب بن عبد المطلب، حسان بن ثابت کعب بن مالک، عبد اللہ بن رواحہ، کل 80 شعراء سے تقریبا 2 ہزار اشعار کا ذکر کیا ہے۔[10]

مصادر تاریخ والسیر والاخبار:

امام ماوردی مشہور اہل سیر و مغازی سے نقل کرتے ہیں۔ جیسے ابن اسحاق (151ھ)، واقدی (۲۰۷ھ)، کی کتاب المغازی سے، المسعودی (۳۴۶ھ)، وہب بن منبہ (۱۱۶ھ)، زبیر بن بکار (۲۵۶ھ) سے نقل کرتے ہیں۔

مصادر فقہ:

صاحب تفسیر نے فقہی احکام والی آیات میں ایک جدید اور نہایت اچھا اسلوب اختیار کیا ہے جو نہ زیاد و طویل اور نہ زیادہ قصیر ہے۔ اسکی وجہ انکی کامل فقاہت اور فقہ پر عبور حاصل تھی، اسی وجہ سے تو قاضی القضاء کے عہدے پر پہنچ گئے۔ جیسے انکے احکامات سورۃ بقرہ اور سورۃ نور میں موجود ہیں۔ اور جب کوئی فقہی مسئلہ یا حکم ذکر کرتے ہیں تو اکثر اس کے دلائل ذکر نہیں کرتے بلکہ کبھی کبھار ذکر کرتے ہیں۔ اور آپ ایک غیر متعصب فقیہ تھے۔ اسلئے تو امام ابو حنیفہ، امام مالک، ابن حزم ظاہری، الثوری، الاوزاعی، ابن ابی لیلی اور الزہری، وغیرہ سے اقوال نقل کرتے ہیں سوائے امام احمد بن حنبل کے کہ وہ انکے نزدیک محدث تھے نہ کہ فقیہ تھے۔ اس کے علاوہ امام ماوردی نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اپنے منہج کو اجمالی طور پر یوں بیان کیا ہے۔

- امام ماوردی فرماتے ہیں کہ میں نے ان آیات کی تفسیر کو چھوڑا ہے جن کا معنی ظاہر ہے اور قاری کو صرف تلاوت اور محض تصور سے سمجھ میں آتا ہے۔[11]
- ان کی یہ تفسیر ان آیات اور مفردات کے معانی پر مشتمل ہے جن کا معنی مخفی اور پوشیدہ ہے، اس لئے میں نے قرآن مجید کی ساری آیات کی تفسیر نہیں کی۔[12]
- اس میں تفسیر کو انھوں نے سلف اور خلف کے اقوال کا مجموعہ بنایا، المؤتلف والمختلف[13] کی وضاحت کی، یعنی صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور حتی کہ اس کے بعد کے مفسرین کے اقوال کو جمع کیا۔

نتیجۃ البحث:

"تفسیر النکت والعیون المعروف تفسیر ماوردی" کا شمار چوتھی صدی ہجری کے اواخر اور پانچویں صدی کے اوائل کی مشہور مستند تفاسیر میں ہوتا ہے۔ یہ قرآن کریم کی مکمل تفسیر بالماثور ہے۔ اس تفسیر میں امام ماوردی رحمہ اللہ نے قرآنی آیات میں قاری پر پوشیدہ رہ جانے والے معانی کی وضاحت کی ہے اور مشکل مقامات کی تفسیر کی ہے۔ نیز یہ تفسیر سلف اور خلف کے اقوال کا جامع ہے۔

النکت والعیون کو مصادر تفسیر میں سے مرکزی اور بنیادی مصدر و مرجع الخلائق کی حیثیت ہر مکتبہ فکر کیلئے حاصل رہی ہے جس میں تفسیری مصادر اور اصول تفسیر و توضیح کا مکمل لحاظ رکھا گیا ہے، تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالاحادیث والآثار، تفسیر القرآن باقوال الصحابہ والتابعین، تفسیر القرآن باللغۃ العربیہ اور اثبات لغت کے لئے امام ابو الحسن ماوردی نے، اثبات لغت بذریعہ اشعار عربیہ و محاورات عرب، اور ضرب الامثال سے ثابت کرتے ہیں۔ مذکورہ تفسیر آیات الاحکام کی بہترین

---

[10] بدر بن الصمیط، منہج الإمام الماوردی فی تفسیرہ "النکت والعیون"، دار التدمریۃ، الریاض، 1432ھ / 2011ء، ص 86۔

[11] ابو الحسن علی بن محمد الماوردی، النکت والعیون (تفسیر الماوردی)، تحقیق: السید عبد المقصود بن عبد الرحیم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1412ھ / 1992ء، ج 1، ص 21۔

[12] ایضاً، ج 1، ص 22

[13] الموتلف والمختلف محدثین کی اصطلاح ہے اس کا مطلب ہے کہ راویوں کے نام، القاب اور کنیت جو صورت اور لکھنے میں ایک جیسے ہیں تو اس کو موتلف لیکن بولنے میں مختلف ہو تو اس کو مختلف کہتے ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

توضیح وتشریح اور فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث وتمحیص کے بعد اور دلائل کے روشنی میں مسلک شافعی کو ترجیح دیتی ہے، امام ماوردی رحمہ اللہ بیک وقت عظیم الشان محدث ہونے کیساتھ متکلم اور علوم سیاسیات میں بھی ید طولی رکھتے تھے، اسی وجہ سے تفسیر ماوردی آیات الامارات والسیاسہ اور کلامی ولغوی مسائل پر ریفرنس بک کی حیثیت رکھتی ہے۔

امام ماوردی کی تفسیر "النکت والعیون" کو علوم قرآن وتفسیر کی تاریخ میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ یہ تفسیر نہ صرف تفسیر بالماثور کا ایک شاہکار ہے بلکہ اپنے جامع اسلوب اور متعدد علمی مصادر کے استعمال کی وجہ سے اہل علم کے لیے ایک اہم مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ مذکورہ مضمون میں امام ماوردی کی تفسیر کے منہج و اسلوب کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، تاہم بعض پہلوؤں پر مزید تفصیل کی گنجائش موجود ہے امام ماوردی نے اپنی تفسیر میں سلف اور خلف کے اقوال کو نہایت ہی منظم اور جامع انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ کسی ایک قول پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ جہاں ممکن ہو، متعدد اقوال کو ترتیب وار درج کرتے ہیں اور جہاں ضروری سمجھیں، ان کی توضیح و تحلیل بھی کرتے ہیں۔ امام ماوردی بیان کرتے ہیں کہ:

"وَإِنَّمَا جَمَعْتُ فِي هَذَا الْكِتَابِ مَا تَفَرَّقَ فِي غَيْرِهِ مِنْ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، وَاخْتَصَرْتُهُ، وَلَمْ أَتَعَرَّضْ لِمَا ظَهَرَ مَعْنَاهُ، وَتَبَيَّنَ مُرَادُهُ، إِذْ كَانَ الْغَرَضُ فِيهِ إِيرَادَ مَا خَفِيَ مِنْ مَعَانِي الْآيَاتِ، وَاشْتَبَهَ عَلَى الْقَارِئِينَ تَأْوِيلُهُ، عَلَى مَذْهَبِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ."[14]

"میں نے اس کتاب میں وہ سب کچھ جمع کیا ہے جو دوسری کتب میں قرآن کی تفسیر کے بارے میں منتشر ہے، اور اسے مختصر کیا ہے، اور میں نے ان آیات کی تفسیر کو نہیں چھیڑا جن کا معنیٰ ظاہر ہے اور ان کا مقصد واضح ہے، کیونکہ اس کا مقصد ان آیات کے مخفی معانی کو پیش کرنا ہے جن کی تاویل قارئین پر مشتبہ ہے، سلف اور خلف کے مسلک پر۔"

امام ماوردی نے اپنی تفسیر کے بنیادی مقصد اور اسلوب کو واضح کیا ہے۔ وہ قرآن کی ان تمام آیات کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں جن کے معانی قارئین پر مخفی یا مشتبہ ہیں، اور ان آیات کو چھوڑ دیتے ہیں جن کا مطلب ظاہر اور واضح ہے۔ ان کا منہج سلف (صحابہ و تابعین) اور خلف (بعد کے مفسرین) کے تمام اقوال کو یکجا کرنے کا ہے، تاکہ قاری کو کسی بھی آیت کے بارے میں تمام ممکنہ آراء سے آگاہی ہو سکے۔ اس طرح وہ ایک جامع اور متوازن تفسیر پیش کرتے ہیں جو کسی ایک مسلک کی پابند نہیں بلکہ تمام مکاتبِ فکر کی آراء کا احاطہ کرتی ہے۔ یہی خصوصیت ان کی تفسیر کو "مرجع الخلائق" بناتی ہے اور تمام اہل علم کے لیے ایک قابلِ اعتماد ماخذ فراہم کرتی ہے۔ ان کا یہ اسلوب اختصار کے ساتھ جامعیت کا بہترین نمونہ ہے، جہاں وہ طول طویل سے بچتے ہوئے اہم نکات کو پیش کرتے ہیں۔

امام ماوردی نے اپنی تفسیر میں مفسرین کے اقوال کو بعض اوقات "مختلف" یا "متضاد" قرار دیا ہے، حالانکہ در حقیقت وہ اقوال اختلافِ تنوع (اختلاف التنوع) کے زمرے میں آتے ہیں نہ کہ اختلافِ تضاد (اختلاف التضاد) میں۔ اس سے ان کے منہج کی ایک خصوصیت کا پتہ چلتا ہے۔ محقق احمد بن عبد اللہ بن احمد الحصینی بیان کرتے ہیں کہ:

"يتمثل موقف العلماء من اختلافات المفسرين في: ضرورة التَّفْرِيقِ بَيْنَ اخْتِلَافِ التَّنَوُّعِ وَاخْتِلَافِ التِّضَادِ الْوَاقِعِ فِي أَقْوَالِ الْمُفَسِّرِينَ؛ لِكَيْ لَا يُعَدَّ مَا هُوَ مُتَّفَقٌ مُخْتَلَفًا، أَوِ الْعَكْسُ. وَالْمَوَاضِعُ الَّتِي صَنَّفَ فِيهَا الْمَاوَرْدِيُّ أَقْوَالَ الْمُفَسِّرِينَ الْمُخْتَلِفَةَ مِنْ نَوْعِ التِّضَادِ فِي هَذَا الْبَحْثِ سِتَّةُ مَوَاضِعَ، وَفِي جَمِيعِ تِلْكَ الْمَوَاضِعِ خِلَافُ تَصْنِيفِهِ الصَّوَابَ، سِوَى تَصْنِيفِهِ فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَقَطْ."[15]

14 الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد. النکت والعیون (تفسیر الماوردی). تحقیق: السید عبد المقصود بن عبد الرحیم. بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1412ھ/1992ء، ج1، ص21۔

15 الحصینی، احمد بن عبد اللہ بن احمد. "اختلاف التضاد عند الماوردی فی تفسیرہ النکت والعیون: دراسۃ نقدیۃ مقارنۃ فی سورۃ الملک." مجلۃ الآداب، جامعہ ذمار، ج13، شمارہ4، 2025، ص975۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

"علماء کا موقف مفسرین کے اختلافات کے بارے میں یہ ہے کہ مفسرین کے اقوال میں پائے جانے والے اختلافِ تنوع اور اختلافِ تضاد کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے؛ تاکہ جو متفق ہے اسے مختلف نہ سمجھ لیا جائے، یا اس کے برعکس۔ اور جن مقامات پر الماوردی نے مفسرین کے مختلف اقوال کو اختلافِ تضاد کے زمرے میں رکھا ہے، اس تحقیق میں چھ مقامات ہیں، اور ان تمام مقامات میں ان کی درجہ بندی کے خلاف صحیح بات ہے، سوائے ایک مقام کے جہاں ان کی درجہ بندی درست ہے۔"

امام ماوردی کے تحقیقی منہج کے ایک اہم پہلو کا انکشاف ہوتا ہے۔ علماء تفسیر کے نزدیک اختلافات دو قسم کے ہیں: اختلافِ تنوع، جس میں مختلف اقوال ایک ہی حقیقت کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے متضاد نہیں ہوتے، اور اختلافِ تضاد، جس میں اقوال ایک دوسرے کے مکمل مخالف ہوتے ہیں۔ محقق الحصینی نے امام ماوردی کی تفسیر کا مطالعہ کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ انہوں نے چھ مقامات پر ایسے اقوال کو اختلافِ تضاد میں شمار کیا ہے جو دراصل اختلافِ تنوع ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ماوردی کا منہج اگرچہ علمی اور تحقیقی ہے، لیکن بعض اوقات ان سے درجہ بندی میں تسامح ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ بات بھی قابلِ تحسین ہے کہ وہ ان اختلافات کو واضح طور پر پیش کرتے ہیں تاکہ قاری خود ان کا جائزہ لے سکے۔ یہ ان کا منہج ہے کہ وہ قاری کو تمام ممکنہ آراء سے آگاہ کرتے ہیں اور پھر اسے اپنی رائے بنانے کے لیے آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔

امام ماوردی نے اپنی تفسیر میں قراءاتِ سبعہ اور شاذ قراءات کو بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے اور ان کے اثرات کو تفسیر میں شامل کیا ہے۔ وہ عموماً قراءات کو ان کے قاریوں کے ناموں کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور ان کی وضاحت و تحلیل کرتے ہیں۔ محققین یحییٰ بالچی اور قادر تاشپینار بیان کرتے ہیں کہ:

"مَاوَرْدِي، فِي تَفْسِيرِهِ المُسَمَّى (النُّكَت وَالعُيُون)، تَنَاوَلَ العَدِيدَ مِنِ اخْتِلَافَاتِ القِرَاءَاتِ الَّتِي تُعْتَبَرُ صَحِيحَةً وَشَاذَّةً، وَاسْتَفَادَ مِنَ القِرَاءَاتِ مِنْ جَوَانِبَ مُخْتَلِفَةٍ فِي سِيَاقِ التَّفْسِيرِ. وَعَلَى الرَّغْمِ مِنْ أَنَّهُ لَيْسَ عَمَلًا مُسْتَقِلًّا فِي القِرَاءَاتِ، إِلَّا أَنَّهُ رَوَى العَدِيدَ مِنِ اخْتِلَافَاتِ القِرَاءَاتِ فِي عَمَلِهِ، عَادَةً بِذِكْرِ أَسْمَاءِ الأَشْخَاصِ الَّذِينَ قَرَءُوا القِرَاءَةَ، وَفِي مُعْظَمِ الأَوْقَاتِ قَامَ بِتَحْلِيلِ وَتَفْسِيرِ القِرَاءَاتِ الَّتِي ذَكَرَهَا، وَمِنْ وَقْتٍ لِآخَرَ كَانَ يَقُومُ بِالِاخْتِيَارِ بَيْنَ القِرَاءَاتِ."[16]

"ماوردی نے اپنی تفسیر 'النکت والعیون' میں بہت سی ایسی قراءات کا تذکرہ کیا ہے جو صحیح اور شاذ دونوں ہیں، اور انہوں نے تفسیر کے سیاق میں مختلف پہلوؤں سے قراءات سے استفادہ کیا ہے۔ اگرچہ یہ قراءات پر کوئی مستقل کام نہیں، لیکن انہوں نے اپنی کتاب میں قراءات کے بہت سے اختلافات کو روایت کیا ہے، عام طور پر ان قراءات کو پڑھنے والے افراد کے نام ذکر کرتے ہوئے، اور اکثر اوقات ان قراءات کا تجزیہ اور تفسیر بھی کی ہے، اور کبھی کبھار قراءات کے درمیان انتخاب بھی کیا ہے۔"

اس سے امام ماوردی کے قراءات کے علم پر گہری بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں صرف صحیح قراءات ہی نقل نہیں کرتے بلکہ شاذ قراءات کو بھی اہمیت دیتے ہیں اور ان کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔ ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ ہر قراءت کو اس کے قاری کے نام کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، جس سے ان کی امانت علمی اور تحقیق کا پتہ چلتا ہے۔ مزید برآں، وہ اکثر ان قراءات کا تجزیہ اور تفسیر بھی کرتے ہیں اور کبھی کبھار ان کے درمیان ترجیح بھی دیتے ہیں، جو ان کی فقہی و نحوی بصیرت کی عکاسی کرتا ہے۔ ان کا یہ اسلوب تفہیمِ قرآن کے لیے بہت مفید ہے کیونکہ قراءات کے مختلف پہلوؤں سے آیات کے معانی میں وسعت اور گہرائی آتی ہے۔ اگرچہ یہ کوئی مستقل کتابِ قراءات نہیں، لیکن تفسیر کے ضمن میں قراءات کا یہ وسیع استعمال اس کتاب کی ایک خاص خوبی ہے جو اسے دیگر تفاسیر سے ممتاز کرتی ہے۔

امام ماوردی نے آیاتِ احکام، خاص طور پر آیاتِ جنایات کی تفسیر میں فقہی استنباط کا ایک منفرد اسلوب اختیار کیا ہے۔ انہوں نے ان آیات کی تفسیر میں تفصیلی فقہی مباحث کو شامل کیا ہے اور ان کا استنباط عموماً مذہبِ شافعی کے اصولوں پر مبنی ہے۔ محققہ کمال فقری موسیٰ اپنے تحقیقی مقالے میں بیان کرتی ہیں کہ:

"Al-Mawardi uses the method of tafsir bi al-ma'thur especially in the verses of jinayat. That is an interpretation based on the hadiths and

---

[16] بالچی، یحییٰ، و قادر تاشپینار. "مَاوَرْدِي فِي تَفْسِيرِهِ النُّكَت وَالعُيُون: دِرَاسَةٌ فِي القِرَاءَات." مجلۃ ریزہ للاهوت، شمارہ 29، 2025، ص 213۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

narrations mentioned in the verse with a detailed explanation, and does not try much to explain the meaning of the word/phrase without a clear argument. As for the method of istinbat al-ahkam used in his interpretation of al-Nukat wa al-'Uyun, al-Mawardi did not show it specifically. But through another book of al-Mawardi such as al-Hawi al-Kabir, it appears that al-Mawardi uses ushuliyah rules in istinbat al-ahkam[17]".

"الماوردی خاص طور پر آیاتِ جنایات کی تفسیر میں تفسیر بالماثور کا طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ تفسیر احادیث اور روایات پر مبنی ہے جو آیت میں تفصیلی وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں، اور وہ بغیر واضح دلیل کے کسی لفظ / فقرے کے معنیٰ بیان کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ البتہ، ان کی تفسیر 'النکت والعیون' میں استنباطِ احکام کا طریقہ کار انہوں نے خاص طور پر ظاہر نہیں کیا، لیکن ان کی دوسری کتاب 'الحاوی الکبیر' سے پتہ چلتا ہے کہ وہ استنباطِ احکام میں اصولی قواعد استعمال کرتے ہیں۔"

اس اقتباس سے امام ماوردی کے فقہی استنباط کے اسلوب کی وضاحت ہوتی ہے۔ وہ آیاتِ جنایات کی تفسیر میں تفسیر بالماثور کو ترجیح دیتے ہیں اور احادیث و آثار کو بنیاد بناتے ہیں۔ ان کا یہ طریقہ کار انتہائی معتدل اور متوازن ہے، جہاں وہ بغیر کسی واضح دلیل کے کسی لفظ کے معنیٰ بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ تفسیر میں اپنے استنباطی طریقہ کار کو علاحدہ سے واضح نہیں کرتے، لیکن ان کی فقہی کتاب 'الحاوی الکبیر' اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اصولِ فقہ کے قواعد کو بخوبی جانتے تھے اور انہیں استنباطِ احکام میں استعمال کرتے تھے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تفسیر میں فقہی مباحث انتہائی معیاری اور مسلکی ہیں، اور وہ ایک غیر متعصب فقیہ تھے جنہوں نے مختلف مذاہب کے اقوال کو بھی اپنی تفسیر میں جگہ دی ہے، اگرچہ ان کا اپنا مسلک شافعی ہے۔

امام ماوردی نے اپنی تفسیر میں عربی زبان کے قواعد (نحو) اور لغت پر گہری نظر رکھی ہے۔ وہ مشکل الفاظ کی لغوی تشریح کرتے ہیں اور نحوی وجوہات کی بناء پر مختلف تفسیری امکانات کو پیش کرتے ہیں۔ محقق شریف انام بیان کرتے ہیں کہ:

"Al-Mawardi presents a style of interpretation that tries to combine old and contemporary (ijtihadi) patterns of interpretation by citing some of the opinions of previous commentators and jurists. Al-Mawardi shows great attention to the linguistic aspect, explaining strange vocabulary, and discussing grammatical and i'rab aspects"[18].

"الماوردی ایک ایسا تفسیری اسلوب پیش کرتے ہیں جو قدیم اور عصری (اجتہادی) دونوں نمونوں کو یکجا کرنے کی کوشش کرتا ہے، جس میں وہ پچھلے مفسرین اور فقہاء کی بعض آراء سے استشہاد کرتے ہیں۔ الماوردی لغوی پہلو پر بھی بہت توجہ دیتے ہیں، چنانچہ وہ مشکل مفردات کی تفسیر کرتے ہیں اور نحوی اور اعرابی وجوہات پر بحث کرتے ہیں۔"

اس اقتباس میں امام ماوردی کے تفسیری اسلوب کی ایک اور اہم خصوصیت بیان کی گئی ہے، یعنی لغت و نحو پر گہری نظر۔ وہ محض روایات نقل کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ عربی زبان کے قواعد اور لغت کو بھی تفسیر کا اہم ترین ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہ مشکل الفاظ کی لغوی تشریح کرتے ہیں اور مختلف نحوی وجوہات کو پیش کرتے ہیں جس سے آیت کے متعدد ممکنہ معانی سامنے آتے ہیں۔ ان کا یہ اسلوب قدیم اور اجتہادی تفاسیر کو یکجا کرنے کی ایک کوشش ہے، جہاں وہ نہ صرف سلف کے اقوال کو نقل

[17] Musa, Kamal Fiqri. "Metode Penafsiran Ayat-Ayat Jinayat Imam Al-Mawardi (Telaah Kitab Tafsir Al-Nukat wa Al-'Uyuun)." Sharif ullah university 2024, p 34

[18] Anam, Sharif. "Corak Hermeneutika Al-Mawardi dalam Kitab al-Nukat wa al-'Uyun." Academic Journal of Islamic Principles and Philosophy , 2023, vol 4, p 71

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

کرتے ہیں بلکہ اپنی لغوی و نحوی مہارت سے نئے پہلوؤں کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ اس سے ان کے عربی زبان پر کمال مہارت کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ تفسیر کو محض نقلی علم نہیں بلکہ ایک عقلی واجتہادی عمل سمجھتے تھے جس میں لغت و نحو کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

امام ماوردی نے اپنی تفسیر میں صحیح قراءات کے ساتھ ساتھ شاذ قراءات کو بھی ذکر کیا ہے اور ان کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا ہے، حالانکہ شاذ قراءات کی حیثیت کمزور ہوتی ہے لیکن ان کا ذکر تفسیر میں اضافی علمی معلومات فراہم کرتا ہے۔ محققین یحیٰ باپلی اور قادر تاشپینار مزید بیان کرتے ہیں کہ:

"مَاوَرْدِي، فِي تَفْسِيرِهِ المُسَمَّى النُّكَت وَالعُيُونِ، ذَكَرَ الفُرُوقَ فِي القِرَاءَاتِ الشَّاذَّةِ إِلَى جَانِبِ القِرَاءَاتِ الصَّحِيحَةِ. وَعَلَى الرَّغْمِ مِنْ أَنَّهُ كَتَبَ فِي فَتْرَةٍ زَمَنِيَّةٍ حَاسِمَةٍ فِي تَارِيخِ القِرَاءَاتِ، إِلَّا أَنَّ تَفْسِيرَهُ يَحْتَوِي عَلَى عَدَدٍ كَبِيرٍ مِنَ القِرَاءَاتِ الشَّاذَّةِ."[19]

"ماوردی نے اپنی تفسیر 'النکت والعیون' میں صحیح قراءات کے ساتھ ساتھ شاذ قراءات کے اختلافات کا بھی ذکر کیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے قراءات کی تاریخ میں ایک فیصلہ کن دور میں یہ تفسیر لکھی، اس کے باوجود ان کی تفسیر میں شاذ قراءات کی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔"

اس سے امام ماوردی کے قراءات کے علم میں وسعت اور گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔ قراءات کی تاریخ کا چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کا دور ایک فیصلہ کن دور ہے جب قراءات کی تدوین اور تنقید عروج پر تھی۔ امام ماوردی نے اس دور میں رہتے ہوئے نہ صرف صحیح قراءات کو اپنی تفسیر میں شامل کیا بلکہ شاذ قراءات کو بھی بڑی تعداد میں ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ایک مسلک یا قراءت کے پابند نہیں تھے بلکہ ایک وسیع النظر عالم تھے جو تمام قراءاتی روایات کا احاطہ کرنا چاہتے تھے۔ شاذ قراءات کا ذکر اگرچہ ان کی کمزوری کی وجہ سے حجیت نہیں رکھتا، لیکن تفسیر کے ضمن میں ان کا ذکر قاری کو مختلف قراءاتی پہلوؤں سے آگاہ کرتا ہے اور آیات کے معانی میں وسعت پیدا کرتا ہے۔ یہ اس کتاب کی ایک خاص خوبی ہے جو اسے دیگر تفاسیر سے ممتاز کرتی ہے۔

نتائج

- امام ماوردی کی تفسیر "النکت والعیون" بنیادی طور پر تفسیر بالماثور کے اسلوب پر مبنی ہے، جس میں انہوں نے سلف (صحابہ، تابعین) اور خلف (بعد کے مفسرین) کے اقوال کو نہایت منظم اور جامع انداز میں یکجا کیا ہے۔
- امام ماوردی نے اپنی تفسیر میں صرف انہی آیات اور مفردات کی تفسیر کی ہے جن کے معانی مخفی، پوشیدہ یا مشتبہ ہیں، جبکہ ان آیات کو چھوڑ دیا ہے جن کے معانی ظاہر اور واضح ہیں۔
- انہوں نے اپنی تفسیر کو کسی ایک مسلک یا فکر تک محدود نہیں رکھا بلکہ مختلف اسلامی فرقوں (معتزلہ، صوفیہ وغیرہ) کے اقوال کو غیر جانبدارانہ انداز میں نقل کیا اور کسی پر رد نہیں کیا۔
- امام ماوردی نے اپنی تفسیر میں صحیح اور شاذ دونوں قسم کی قراءات کو تفصیل سے ذکر کیا ہے اور ان کا تجزیہ و تفسیر کرتے ہوئے بعض اوقات قراءات کے درمیان ترجیح بھی دی ہے۔
- انہوں نے عربی زبان کے قواعد اور لغت کو تفسیر کا کلیدی ذریعہ بنایا، مشکل الفاظ کی تشریح کی اور نحوی وجوہات کی بناء پر مختلف تفسیری امکانات کو پیش کیا۔
- آیاتِ احکام کی تفسیر میں انہوں نے مذہبِ شافعی کے اصولوں پر استنباط کیا، البتہ ایک غیر متعصب فقیہ ہونے کے باعث دوسرے مذاہب (ابو حنیفہ، مالک، ثوری، اوزاعی وغیرہ) کے اقوال کو بھی نقل کیا۔
- انہوں نے تفسیر کے لیے مختلف مصادر سے استفادہ کیا جن میں احادیث و آثار، قراءات، لغت و نحو و شعر، تاریخ و سیر، اور فقہ شامل ہیں۔

---

19 باپلی، یحیٰ، و قادر تاشپینار. "مَاوَرْدِي فِي تَفْسِيرِهِ النُّكَت وَالعُيُون: دِرَاسَةٌ فِي القِرَاءَات." مجلۃ ریزہ للاهوت، شمارہ 29، 2025، ص 213۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

- تحقیقی مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ امام ماوردی نے بعض مقامات پر اختلافِ تنوع کو اختلافِ تضاد میں شمار کیا ہے، جس سے ان کے تحقیقی منہج میں کبھی کبھار تسامح پایا جاتا ہے۔
- انہوں نے اپنی تفسیر میں شاذ قراءات کو بھی اہمیت دی اور ان کا ذکر کیا، حالانکہ شاذ قراءات کی حجیت کمزور ہوتی ہے، مگر اس سے ان کی علمی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔
- "النکت والعیون" کو مصادر تفسیر میں مرکزی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے اور یہ مختلف مکاتبِ فکر کے لیے "مرجع الخلائق" کی حیثیت رکھتی ہے۔

سفارشات

- امام ماوردی کی تفسیر کے مختلف پہلوؤں (خاص طور پر آیاتِ احکام، کلامی مسائل اور سیاسیات) پر مزید تحقیقی کام کی ضرورت ہے تاکہ ان کے افکار کو اجاگر کیا جا سکے۔
- تفسیر "النکت والعیون" کے فقہی اور سیاسی افکار کو عصری مسائل کے حل کے لیے بروئے کار لایا جائے، خصوصاً اسلامی ریاست اور عدلیہ کے بارے میں ان کے نظریات کو اجاگر کیا جائے۔
- تفسیر کے مزید مخطوطات کی تلاش اور ان کی تحقیق کی جائے تاکہ متن کی مزید صحت اور مختلف نسخوں کے درمیان فرق کو واضح کیا جا سکے۔
- جامعات اور مدارس کے نصاب میں تفسیر "النکت والعیون" کو بطور خاص شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کو تفسیر بالماثور اور فقہی استنباط کے اسلوب سے آگاہی ہو سکے۔
- اس تفسیر کی مزید مختصرات اور حواشی تیار کیے جائیں تاکہ عام قارئین اور طلبہ کے لیے اسے زیادہ قابلِ فہم اور آسان بنایا جا سکے۔

خلاصہ کلام

امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری الشافعی (۳۶۴-۴۵۰ھ) چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے فقہ، حدیث، تفسیر، ادب، سیاست اور فلسفہ جیسے متعدد علوم میں یکساں مہارت حاصل کی۔ وہ اپنے دور میں "قاضی القضاء" کے منصب پر فائز رہے اور انہیں خلافتِ عباسیہ کی طرف سے سفارتی ذمہ داریاں بھی سونپی گئیں۔ ان کی علمی خدمات میں تفسیر "النکت والعیون" ایک نمایاں مقام رکھتی ہے، جو بنیادی طور پر تفسیر بالماثور کے اسلوب پر مبنی ہے۔

امام ماوردی نے اس تفسیر میں سلف و خلف کے اقوال کو نہایت حسنِ ترتیب کے ساتھ جمع کیا ہے اور آیات کے شانِ نزول، الفاظ کی لغوی تشریح، مختلف قراءات، فقہی احکام اور متشابہات کی توضیح پر خصوصی توجہ دی ہے۔ ان کا منہج انتہائی غیر متعصب ہے، چنانچہ انہوں نے مختلف اسلامی فرقوں جیسے معتزلہ اور صوفیہ کے اقوال کو بھی غیر جانبدارانہ انداز میں نقل کیا ہے اور کسی پر رد نہیں کیا، جس کی وجہ سے یہ تفسیر "مرجع الخلائق" بن گئی۔

تفسیر کے مصادر میں احادیث و آثار، قراءات، لغت و نحو و شعر، تاریخ و سیر، اور فقہ شامل ہیں۔ امام ماوردی نے صحابہ میں ابن عباس، ابی بن کعب اور حذیفہ الیمان سے، تابعین میں مجاہد، حسن بصری، قتادہ اور عطاء بن ابی رباح سے، اور تبع تابعین میں کلبی، مقاتل بن سلیمان اور سفیان ثوری سے اقوال نقل کیے ہیں۔ انہوں نے قراءات کے لیے ابو عبید القاسم بن سلام، ابو حاتم بجستانی اور احمد بن جبیر الکوفی جیسے ائمہ سے استفادہ کیا ہے۔ لغوی مصادر میں کسائی، فراء، اخفش، مبرد اور سیبویہ شامل ہیں، جبکہ انہوں نے تقریباً ۸۰ شعراء سے ۲ ہزار اشعار کا استشہاد کیا ہے۔ فقہی مصادر میں امام ابو حنیفہ، امام مالک، ابن حزم ظاہری، ثوری، اوزاعی اور زہری کے اقوال شامل ہیں، البتہ امام احمد بن حنبل کو وہ محدث سمجھتے تھے نہ کہ فقیہ۔ امام ماوردی نے بعض مقامات پر اختلافِ تنوع کو اختلافِ تضاد میں شمار کیا ہے، جس سے ان کے تحقیقی منہج میں کبھی کبھار تسامح پایا جاتا ہے۔ نیز انہوں نے شاذ قراءات کو بھی اپنی تفسیر میں جگہ دی ہے جو ان کی علمی وسعت کی عکاسی کرتا ہے۔

اس تفسیر پر مختلف ادوار میں تحقیقی کام ہوا ہے۔ پہلی تحقیق عبد الرحمن الشایع نے جامعہ امام محمد بن سعود سے ۱۴۰۶ھ میں کی، پھر ۱۴۰۲ھ میں خضر محمد خضر کی تحقیق اور عبد الستار ابو غدہ کی مراجعہ کے ساتھ یہ تفسیر وزارت اوقاف کویت نے چار جلدوں میں شائع کی، اور بالآخر ۲۰۱۲ء میں مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت نے عبد المقصود بن عبد الرحیم کی تحقیق کے ساتھ چھ جلدوں میں اسے شائع کیا۔ تفسیر "النکت والعیون" مصادر تفسیر میں ایک مرکزی اور بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور مختلف مکاتبِ فکر کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالاحادیث والآثار، تفسیر القرآن باقوال الصحابہ والتابعین، اور تفسیر القرآن

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

باللغة العربیہ کا مکمل لحاظ رکھا گیا ہے۔ یہ تفسیر آیاتِ احکام کی بہترین توضیح و تشریح کرتی ہے اور فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث کے بعد دلائل کی روشنی میں مسلک شافعی کو ترجیح دیتی ہے۔ امام ماوردی بیک وقت عظیم محدث، متکلم اور علومِ سیاسیات میں ید طولی رکھتے تھے، اس لیے یہ تفسیر آیات الامارات والسیاسہ اور کلامی و لغوی مسائل پر ایک قیمتی ریفرنس کتاب ہے۔

حوالہ جات

1. ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد. لسان المیزان۔ بیروت: مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، 1390ھ / 1971ء۔
2. باچی، یحییٰ، و قادر تاشپینار. "مَاوَرْدِي فِي تَفْسِيرِهِ النُّكَت وَالعُيُون: دِرَاسَةٌ فِي القِرَاءَات." مجلۃ ریزہ للاھوت، شمارہ 29، 2025۔
3. بدر بن الصمیط. منہج الإمام الماوردی فی تفسیرہ "النکت والعیون"۔ الریاض: دار التدمریۃ، 1432ھ / 2011ء۔
4. تاج الدین عبد الوہاب بن علی السبکی. طبقات الشافعیۃ الکبریٰ۔ تحقیق: محمود محمد الطناحی، عبد الفتاح محمد الحلو۔ قاہرہ: دار ہجر للطباعۃ والنشر، 1413ھ / 1992ء۔
5. حصینی، احمد بن عبد اللہ بن احمد. "اختلاف النضاد عند الماوردی فی تفسیرہ النکت والعیون: دراسۃ نقدیۃ مقارنۃ فی سورۃ الملک." مجلۃ الآداب، جامعہ ذمار، جلد 13، شمارہ 4، 2025۔
6. خطیب بغدادی، احمد بن علی بن ثابت. تاریخ مدینۃ السلام (تاریخ بغداد)۔ بیروت: دار الغرب الإسلامی، 1422ھ / 2001ء۔
7. ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد. تذکرۃ الحفاظ۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1419ھ / 1998ء۔
8. ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد. میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1995ء۔
9. ماوردی، ابو الحسن علی بن محمد. النکت والعیون (تفسیر الماوردی)۔ تحقیق: السید عبد المقصود بن عبد الرحیم۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1412ھ / 1992ء۔
10. ولید بن أحمد الزبیر. الموسوعۃ المیسرۃ فی تراجم أئمۃ التفسیر والإقراء والنحو واللغۃ۔ بیروت: دار ابن حزم، 1424ھ / 2003ء۔
11. یاقوت الحموی، شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی الحموی. معجم البلدان۔ بیروت: دار صادر، 1995ء۔
12. Anam, Sharif. Corak Hermeneutika Al-Mawardi dalam Kitab al-Nukat wa al-'Uyun. Academic Journal of Islamic Principles and Philosophy, Vol. 4, 2023.
13. Musa, Kamal Fiqri. Metode Penafsiran Ayat-Ayat Jinayat Imam Al-Mawardi (Telaah Kitab Tafsir Al-Nukat wa Al-'Uyuun). Sharifullah University, 2024.